

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے بے اتراتا
بد آموزی : بری
دگر نہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے؛
باتیں سکھانا، غلط راستے
پر ڈالنا۔

مشرح : اے محبوب! تم رقیب سے باتیں کرتے ہو۔ اس بات کا تو کوئی فکر
نہیں کہ وہ تمہیں بُری باتیں سکھا دے گا یا غلط راستے پر ڈال دے گا، کیونکہ تم کسی کے
چکے میں آ ہی نہیں سکتے، البتہ یہ رشک مارے جا رہا ہے کہ اُسے تم سے بات چیت کرنے
کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

۴۔ مشرح : ہمارا پیرا ہن لہو کی بدولت بدن پر چپک گیا۔ اب ہمارے
گریبان کا چاک رفو کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

جسم سے خون نکل آئے اور اس میں کپڑا تر ہو جائے تو وہ خشک ہو کر اس طرح جسم
سے چپک جاتا ہے کہ اسے بمشکل الگ کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا ہوگا کہ زخموں پر پٹی باندھتے
ہیں تو ابتدا میں وہ بھی لہو کی نمی کے باعث زخم سے چپٹ جاتی ہے۔
میرزا نے یہ مضمون فارسی کے ایک شعر میں بھی باندھا ہے :

بتن چسپید بازم از نمِ خونتاہ پیرا ہن

خراشِ سینہ سطرِ بخنیہ شد چاکِ گریباں را

۵۔ مشرح : سوزِ عشق نے جہاں جسم کو جلا دیا، وہاں دل بھی جل گیا ہوگا۔
اے محبوب! اب راکھ گرہ دیتے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ اگر دل کی تلاش ہے تو بالکل
فضول ہے، کیونکہ وہ جسم کے جل جانے کی حالت میں محفوظ کیونکر رہ سکتا تھا؟

۶۔ مشرح : ہم اس لہو کے قائل نہیں، جو رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔ ہمارے
نزدیک تو جو لہو آنکھ سے نہ ٹپکے، وہ لہو کیا ہوا؟

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں :

”شعرا اپنے غم دوست ہونے کا مضمون بہت کہا کرتے ہیں۔ مصنف نے اسے

نئے پہلو سے کہا اور حسن بندش و بے تکلفی ادا نے اور بھی تکلف معافی کا بڑھادیا۔“